

(۶۱)

## انبیاء کی تعلیم زمانہ کی رو کے خلاف ہوتی ہے

(فرمودہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۱۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:-

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّيَ الْوَالِي الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسُخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ أَيْتَهُ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ط وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ل

اس کے بعد فرمایا:-

جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ایسے بندے بھیجے جاتے ہیں جو کہ دنیا کو شیطان کے پنجے سے چھڑا کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتے ہیں اسی طرح شیطان بھی ہمیشہ نئی نئی طرح سے لوگوں کو گمراہی اور ہلاکت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔

تو اگر ایک طرف ملائکہ کا لشکر انسانوں کے دلوں میں پاک اور عمدہ تحریکیں کرتا ہے تو دوسری طرف شیطان کی ذریتیں گندی اور بری تحریکیں دلوں میں ڈالنے کے لئے لگی رہتی ہیں۔ اور اگر ایک طرف خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور نیک بندے خدا تعالیٰ کی طرف بلا تے ہیں تو دوسری طرف شریر اور ناپاک لوگ بدیوں اور گمراہیوں کی طرف کھینچتے ہیں اور ایک طرف نیک اور پاک لوگ تقویٰ اللہ کی تعلیم دیتے ہیں تو دوسری طرف ایسے بھی خبیث ہیں جو تقویٰ

اللہ اور خشیت اللہ کا نام و نشان مٹا دینا چاہتے ہیں۔ اور اگر ایک طرف زبردست آسمانی حملوں سے خدا تعالیٰ کی تعلیم کی سچائی اور پر حکمت ہونا ثابت ہوتا ہے تو دوسری طرف شیطان بھی طرح طرح کے مکروں اور حیلوں سے تعلیم کو مٹانا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَلَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ۔ کہ کوئی رسول اور نبی ایسا نہیں گزرا کہ جب اس نے کسی کام کے کرنے کا ارادہ کیا ہو تو جھٹ شیطان نے اس کے کام میں روکیں نہ ڈال دی ہوں تاکہ وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ بہت سے نادان لوگوں نے اس آیت سے ٹھوکر کھائی ہے اور بعض نے تو اس آیت کے ایک غلط معنی کر کے ان کی تائید میں جھوٹی حدیثیں بھی پیش کر دی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ نجم پڑھ رہے تھے کہ آپ کی زبان سے ایک شرک کا کلمہ جاری ہو گیا اس لئے آپ نے سجدہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس لئے سجدہ کیا کہ آپ سے شرک کا کلمہ جاری ہو گیا ہے اس کی تلافی ہو جائے لیکن مشرکوں نے اس خوشی میں سجدہ کیا کہ آپ کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہے۔ اس غلط واقعہ کی تائید میں یہی آیت پیش کی جاتی ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ جب کوئی نبی وحی پڑھنے لگتا تھا تو شیطان دھوکا سے اس میں کچھ ملادیا کرتا تھا لیکن یہ بات ایسی گندی اور بیہودہ ہے کہ اس کے ماننے سے تمام انبیاء کی تعلیم پر پانی پھر جاتا ہے اور کسی شریعت کا نام و نشان بھی نہیں رہ جاتا کیونکہ پھر کوئی انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ وحی کا فلاں حصہ شیطان کا ڈالا ہوا ہے یا رحمن کا اس لئے اس عقیدہ کو رکھنے سے شریعت بالکل باطل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرو عظمت اور جلال اٹھ جاتا ہے۔ پس سچی اور پاک بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اس میں روکیں ڈالتا ہے اور چاہتا ہے کہ نبی اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو۔ شیطان کئی طرح کے فتنے کھڑے کر دیتا ہے تاکہ لوگوں کو حق سے دور لے جائے اور قریب نہ آنے دے۔ لیکن جب شیطان کی ذریت یعنی شریر انسان ایسی شرارتیں کرتے ہیں کہ لوگوں کو حق سے دور ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور نبی کی ناکامی میں کوشاں ہوتے ہیں تو اللہ فَيَنْسُخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ أَيْتَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ان دھوکا دینے والوں کی کارروائیوں اور کوششوں کو مٹا دیتا ہے اور انبیاء اور رسولوں کے کاموں کو ترقی دیتا ہے۔ خدا کی طرف سے انبیاء کی معرفت جو نشان آتے ہیں ان کو قائم کرتا ہے۔ انبیاء کی بات اور ارادہ کو مضبوط کرتا

ہے (انبیاء بھی آیۃ اللہ میں داخل ہیں) خدا ان کے قدموں کو مضبوط کرتا ہے انکی صداقت کو ظاہر کرتا ہے اور شیطانی کارروائیوں کو مٹا دیتا ہے کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں ہوا جس کے ساتھ یہ معاملہ نہ ہوا ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اگر انبیاء میں شامل کر لیا جائے تو ان سے لے کر اور آنحضرت ﷺ تک ایک بھی نبی ایسا نہیں آیا کہ اس نے کوئی ارادہ کیا ہو اور اس کی مخالفت نہ کی گئی ہو بلکہ جب کبھی بھی کسی نبی اور رسول نے چاہا ہے کہ وہ راستی، ہدایت اور پاک تعلیم کو لوگوں میں پھیلانے جب ہی شیطان کھڑا ہو گیا ہے اور اس نے اس ارادہ سے روکنا چاہا ہے لیکن یہ بھی قدیم سے ہی سنت اللہ ہے کہ جو شیطان بشکل انسان انبیاء کو روکنے کے لئے کھڑے ہوئے وہ ہلاک اور برباد ہی ہو گئے اور اگر کوئی جماعت کامیاب ہوئی تو وہی جو نبی کو ماننے والی تھی۔ پھر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نبی جب اپنے زمانہ میں کسی صداقت کو لے کر کھڑا ہوا ہو اور شیطان لوگوں نے اس صداقت کو مٹا دیا ہو۔ ہاں نبی کے ایک عرصہ بعد تو ایسا ہوتا ہے مگر اس نبی کے زمانہ میں یا اس کی وفات کے ساتھ ہی اس کی جماعت میں ایسا تغیر نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نبی کے زمانہ میں شیطانی کوششوں اور کاموں کو مٹاتے اور نبی کے کاموں کو مضبوط کرتے ہیں۔

مگر کیسے غضب کی بات ہے کہ آج ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر آئے اور چالیس سال تک لوگوں کو ہدایت دینے میں لگے رہے پھر ایک ایسی جماعت جس کی تعداد آپ ہی نے چار لاکھ بیان فرمائی، آپ کے ساتھ ہوئی یہ سب کچھ مانتے ہوئے پھر کہتے ہیں کہ شیطان نے حضرت مسیح موعودؑ کے کام میں روک ڈال دی یعنی بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس آیت یعنی مسیح موعود علیہ السلام کو مضبوط کرتا اُلٹا منسوخ کر دیا ہے اور اتنی بڑی جماعت میں سے صرف چند لوگوں کو مومن رہنے دیا ہے اور باقی سب کو گمراہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہم شیطان کی کارروائی کو منسوخ کرتے ہیں اور انہی لوگوں کے کام مضبوط کئے جاتے ہیں جو ہماری طرف سے آتے ہیں۔ پس خدا کے اس کلام میں کوئی شک نہیں کوئی شبہ اور کوئی ریب نہیں ہو سکتا اور اگر یہ خدا تعالیٰ کی بات قطعی نہیں، سچی نہیں، اور صادق نہیں تو قرآن شریف پر شک پڑتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہمارے مسلمانوں کے خلاف جو کوششیں کرنے والے ہوتے ہیں ان کو ہم تباہ کرتے ہیں اور اپنے رسولوں اور نبیوں کو کامیاب کرتے ہیں مگر آج اس کے برخلاف یہ

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے راستی کی نہیں بلکہ ناراستی کی اور صداقت کی نہیں بلکہ کذب کی تائید کی ہے اور گویا اس نے اپنی قدیم سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن ایسا کہنے والے یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ گواہ نہیں اپنے چند دوستوں کی واہ واہ اور غیر احمدیوں سے مالی فائدہ حاصل ہو جائے لیکن ان کا یہ جملہ قرآن شریف پر ہے کیونکہ اگر وہ ثابت کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا کثیر حصہ گمراہ اور تباہ ہو گیا ہے تو انہیں قرآن شریف کی یہ آیت منسوخ قرار دینی پڑے گی لیکن یہ ہو نہیں سکتا۔

ہم کہتے ہیں کہ اسی بات پر ہی مقابلہ کر کے کیوں نہیں دیکھ لیا جاتا کہ خدا کس کو گھٹا رہا ہے اور کس کو بڑھا رہا ہے۔ یہاں میرے ہاتھ پر اڑھائی ہزار کے قریب لوگوں نے بیعت کی تھی اور اُس وقت کی تھی جبکہ میرے مقابلہ میں وہ لوگ تھے جو قوم میں چیدہ اور با وقعت تھے اور انہوں نے فرعون کے ساحروں کی طرح مل کر مجھے مٹانا چاہا تھا لیکن کیا اب وہ دیکھتے نہیں کہ خدا تعالیٰ اسی سلسلہ کو بڑھا رہا ہے جس کے مٹانے میں انہوں نے ایڑی چوٹی تک کا زور صرف کر دیا اور انہی لوگوں کو خدا تعالیٰ نے بڑھایا جو میرے ساتھ تھے اور ان کو گھٹایا جو میرے مقابلہ پر تھے۔ کیا یہ اس بات کا بین ثبوت نہیں ہے کہ ہمارا فعل ہی خدا تعالیٰ کا منظور نظر ہے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے تھے اور اگر خدا تعالیٰ کا کلام سچا ہے اور ضرور سچا ہے تو یہ ضرور ہی ماننا پڑے گا کہ وہ سلسلہ جس کو خدا بڑھا رہا ہے وہ سچا ہے اور جس کو گھٹا رہا ہے وہ جھوٹا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم میں سے ایک زمانہ میں صداقت اُٹھ جاتی ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے زمانہ میں اور اس کی اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی جماعت کو ضرور صداقت پر قائم رکھتا ہے اور اسے بڑھاتا اور ان کے مخالفوں کو گھٹاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ خدا نے کس کو مضبوط کیا اور بڑھایا ہے اور کس کو کمزور کیا اور گھٹایا ہے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے ہزاروں سے لاکھوں بنا دیا ہے اور ہمارے مخالفوں کو ہزاروں سے سینکڑوں پر لے آیا ہے اور اس سے بھی نیچے گرا رہا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ خدا تعالیٰ کے راستہ پر چلنے والی جماعت کم نہیں ہوتی لیکن یہ بھی سنت اللہ ہے کہ ان کے راستہ میں روکیں ڈالنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں سو یہ بھی تمہارے راستہ میں روک ہے کہ چند لوگ تم میں سے نکل کر حضرت مسیح موعودؑ کی شان کو کم کرنے لگ گئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روکیں آیا ہی کرتی ہیں مومنوں کو ان سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ ایسا ضرور ہوا کرتا ہے شیطانی روکیں

رحمانی کاموں میں آیا کرتی ہیں مگر رحمانی لوگ ہی کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ لوگ اہل دنیا کو دنیا کے مقابلہ میں لے کر اس طرح جاتے ہیں جس طرح ایک سٹیم انجن دریا کے بہاؤ کے خلاف اپنے سواروں کو لے کر جاتا ہے لیکن شیطان لوگوں کو اس طرح ساتھ لیتا ہے کہ جدھر دریا کا بہاؤ ہو ادھر ہی وہ بھی کشتی پکڑ کر چلنا شروع کر دیتا ہے اور جس طرف دنیا کا رخ ہوتا ہے ادھر ہی شیطان بھی لے چلتا ہے۔

مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ سرسید، مسٹر گوکھلے اور مرزا صاحب کے کاموں میں فرق کیا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ فرق یہ ہے کہ یہ لوگ جدھر دریا کی رَو جا رہی تھی، ادھر ہی ساتھ چل پڑے لیکن حضرت مرزا صاحب جدھر سے دریا کی رَو آ رہی تھی اس طرف چلے۔ چنانچہ دیکھو کہ سرسید انگریزی تعلیم کیلئے جدوجہد کرنے کیلئے اس وقت اٹھا جبکہ لوگوں کے دل محسوس کر رہے تھے اور وہ اس بات پر آمادہ تھے کہ تعلیم ہونی چاہیے کیونکہ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ گورنمنٹ کے ہاں عہدے اور ترقیاں اسی پر منحصر ہیں۔ بے شک کچھ لوگوں نے سرسید کی مخالفت کی مگر وہ بھی اس بات پر مجبور تھے کہ اس کی بات کو مان لیں۔ پس وہ اس رَو کی طرف جو ایک دریا کی طرح چل رہی تھی اور جس میں چلنے کیلئے لوگ مجبور تھے چل پڑا اس لئے لوگوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا۔ ہاں وہ اس بات کیلئے تعریف کا مستحق ہے کہ اس نے لوگوں کے دلوں کو ٹٹول لیا اور ان کی چھٹی ہوئی آرزو کو معلوم کر لیا اس لحاظ سے وہ قابل عزت ہے۔ اسی طرح مسٹر گوکھلے اور بیندر ناتھ بھی قابل قدر ہیں کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ دنیا حقوق مانگ رہی ہے انہوں نے اٹھ کر کہہ دیا کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر مانگو، ہم تم کو راہ بتاتے ہیں۔ گو بعضوں نے ان کا مقابلہ بھی کیا مگر آخر مقابلہ کرنے والوں کو بھی ادھر ہی چلنا پڑا جس طرف باقی دنیا جا رہی تھی۔ لیکن ان کے مقابلہ میں دیکھو کہ حضرت مسیح موعودؑ ایسے وقت میں کھڑے ہوتے ہیں جبکہ یورپ کا فلسفہ لوگوں کو سکھا رہا تھا کہ وحی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ مسلمانوں میں یہ پختہ عقیدہ ہو چکا تھا کہ یہ انعام کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور اب کسی کو وحی نہیں ہو سکتی۔ دنیا اپنی تمام خوبصورتی اور حسن کے ساتھ پورا پورا بناؤ سنگار کر کے آگئی تھی اور وہ دنیا جو ابتداء سے انسان کو اپنا والدہ و شیدا بناتی چلی آئی تھی اس پر لوگ فریفتہ ہو رہے تھے۔ اس وقت متادیان سے ایک آواز آتی ہے کہ ”دین کو دنیا پر مقدم کرو“۔ اس سے باسانی سمجھ آ سکتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب اور سرسید اور مسٹر گوکھلے وغیرہ کے کاموں

میں کیا فرق ہے۔ سرسید کے وقت دنیا انگریزی تعلیم کیلئے بے تاب ہو رہی ہے اور سرسید اٹھ کر کہتا ہے کہ تعلیم حاصل کرو اس پر دنیا لبیک کہتی ہے۔ مسٹر گوکھلے کے وقت اہل ہند حقوق حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں انہوں نے کہا کہ آؤ حاصل کریں اس لئے لوگ ان کے ساتھ ہو گئے اور ایسا ہونا بھی تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ کہا کہ ”دین کو دنیا پر مقدم کرو“۔ یہ اس وقت کہا جبکہ ہر طرف سے اس کے خلاف ثبوت مل رہے تھے۔ قدیم وجدید کا فلسفہ کہتا تھا کہ الہام کا نام نہ لو۔ مسلمان مولویوں نے فیصلہ کر دیا تھا کہ الہام کا دروازہ بند ہو گیا ہے لیکن آپ نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پا کر کھڑا ہوا ہوں اور مجھ پر خدا اپنی وحی نازل کرتا ہے۔ آپ نے اس آزادی اور خود مختاری کے زمانہ میں کھڑے ہو کر کہا کہ میرے ماننے کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہو سکتی۔ سو آپ نے وہ بات کہی جس کے خلاف دنیا چل رہی تھی۔ آپ کے اور دوسرے لوگوں کے کاموں میں یہی فرق ہے کہ ان کا کام جلتی آگ پر تیل ڈالنا تھا اور آپ کا کام جلتی آگ پر پانی ڈالنا۔ اس زمانہ میں دنیا کی محبت گرم ہو رہی تھی اور دین کی سرد۔ ان لوگوں نے دین کی محبت کو اور سرد کر دیا اور دنیا کی محبت کو زیادہ گرم کر دیا لیکن آپ نے دنیا کی محبت کو سرد کیا اور دین کی محبت کو گرم۔ پس یہی ان کے کاموں میں عظیم الشان فرق ہے۔ جب کوئی خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ آتا ہے تو شیطان طرح طرح کی تدبیروں سے لوگوں کو دنیا کے بہاؤ کی طرف چلانا چاہتا ہے لیکن وہ اس کے خلاف دوسری طرف لوگوں کو لے جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لوگوں کو دنیا سے چھڑا کر دین کی طرف متوجہ کیا۔ شیطان لوگوں کو کہتا ہی رہا کہ اگر تم اس کی بات مانو گے تو ذلیل اور حقیر ہو جاؤ گے دنیا میں ترقی نہیں کر سکو گے لیکن خدا تعالیٰ نے اس کی کوششوں کو ناکام کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام ہی کو ترقی ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم شیطان کے کاموں کو مٹا دیتے ہیں۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی شیطان نے وہی کام اختیار کیا ہے جو ہمیشہ حقانیت اور سچائی کے مقابلہ میں کرتا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جماعت کو کھڑا کیا تھا۔ شیطان نے اس پر ایسے زور کا اور سخت حملہ کیا کہ آج تک اس نے نہ کیا تھا۔ اس نے بہت زور لگایا کہ لوگ خدا کی طرف نہ جائیں لیکن خدا پرست لوگوں نے اس کی ایک نہ مانی اور اسے ناکام اور نامراد کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بہت عرصہ بعد اگر آپ کی جماعت پر غلو کرنے کا الزام لگایا

جاتا تو کسی حد تک درست بھی ہوتا لیکن اس وقت اس میں ذرا بھی صداقت نہیں ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے اور اپنے متعلق ایسے کسوفی کے کلمات استعمال کئے کہ کسی اور نبی کے ایسے الفاظ پیش ہی نہیں کئے جاسکتے۔ آپ فرماتے ہیں:-

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں  
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار  
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول  
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگاہ میں بار

چونکہ شیطان کا اس زمانہ میں آخری حملہ ہونا تھا جس کے متعلق تمام انبیاء خبر دیتے آئے تھے، اس لئے اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے سر کو اچھی طرح گچلا۔ مگر شیطان نے کہا کہ ”کرمِ خاکی ہوں“ تو انہوں نے کہہ دیا ہے، اب دوسری طرح داؤ لگانا چاہیئے کہ درجہ کو گھٹانا چاہیئے۔ نادان انسان کہتا ہے کہ جماعت میں غلّو پیدا ہو گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے کیونکہ کسی نبی کے زمانہ میں یا اس کے وفات پانے کے ساتھ ہی ایسا نہیں ہو سکتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر پہلے لوگوں نے انبیاء کا درجہ بڑھایا اور غلّو سے کام لیا تو آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان کو گھٹانے والے پیدا ہونے چاہئیں۔ کیونکہ غلّو کے رستہ سے شیطان کے حملہ کو تو حضرت مسیح موعود نے روک دیا اور اب یہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ تفریط کا رستہ رہ گیا تھا اس لئے کچھ ایسے لوگ کھڑے ہو گئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ گھٹانا شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم شیطانی کام گھٹاتے اور انبیاء کے کام کو بڑھاتے ہیں اس لئے ہمیں اس روک سے ذرا بھی ملول خاطر نہ ہونا چاہیئے۔

لیکن اس کے علاوہ ہمیں اور کام بھی کرنا ہے۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ ان میں روکیں ڈال دوں اور یہ انہیں کے دور کرنے میں لگے رہیں اور دوسرے کام نہ کریں اس لئے کہیں وہ مولویوں سے کفر کے فتوے لگواتا ہے، کہیں جماعت میں ہی اختلاف ڈلواتا ہے لیکن مومنوں یعنی رسولوں کی جماعت کا کام یہ ہوا کرتا ہے کہ اگر وہ ایک ہاتھ سے پیش آمدہ روک کو ہٹاتے ہیں تو دوسرے ہاتھ سے وہ کام کرتے ہیں جس کیلئے وہ کھڑے کئے جاتے ہیں۔ پس تم لوگ ایک طرف اس گھر کے فتنہ کو دور کرنے کی طرف توجہ کرو اور دوسری طرف ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرو جو گمراہی اور ضلالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نہیں

چاہتا کہ کوئی روک تمہارے راستہ میں اڑ سکے۔ پس تم بھی شیطان کی کسی روک سے نہ گھبراؤ، وہ روکیں ڈالا ہی کرتا ہے۔ اس فتنہ کے دور ہونے کیلئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو مگر ساتھ ہی اپنے اصلی کام کو پیش نظر رکھو اور باطل مذاہب کی کمزوریوں کو لوگوں کے سامنے رکھ دو اور اسلام کی حقانیت اور صداقت سے ان کو آگاہ کر دو۔ یہ ہے وہ کام جو آج اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ کروانا چاہتا ہے۔ گو شیطان چاہتا ہے کہ تفرقہ کے ذریعہ روک ڈال دے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے کہ شیطان تم پر کامیاب ہو سکے۔ پس ایک طرف تمہارا یہ کام ہے کہ اس اندرونی دشمن کو جو پیدا ہو گیا ہے بے حس و حرکت کر دو اور اس کے دھوکا میں ہرگز نہ آؤ۔ اور دوسری طرف اپنے بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہو کیونکہ دانا وہی انسان ہے جو دونوں طرف کے حملہ سے بچنے کیلئے مستعد اور تیار رہتا ہے۔ ہمارے لئے یہ آزمائش کا وقت ہے کیونکہ ایک طرف اندرونی دشمن کا مقابلہ ہے تو دوسری طرف بیرونی کا اس لئے تم خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو کہ وہ تمہیں اس ابتلاء میں کامیاب کرے اور اسلام کا قدم آگے ہی آگے ہو۔ تم اپنے دلوں کو مضبوط کرو اور خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کو یاد رکھو کہ ہم شیطانی کاموں کو مٹاتے ہیں اور انبیاء کے کاموں کو بڑھاتے ہیں۔ ہم حق پر ہیں اور یقیناً حق پر ہیں اس لئے ہمارے مقابلہ کرنے والوں کا نام و نشان ہی مٹ جائے گا اور ان کی کوئی حیثیت نہ رہے گی۔ اور وہ اس طرح کہ وہ یا تو ہم میں ہی شامل ہو جائیں گے یا غیروں میں مل جائیں گے یا ایسے کمزور ہو جائیں گے کہ ان کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہوگا۔ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور سچا وعدہ ہے پس تم لوگ اپنے آپ کو اس قابل بناؤ کہ خدا تعالیٰ تم پر اپنے انعامات نازل کرے اور اپنے اندر بہت بڑی اصلاح کرو تا تمہاری خاطر دنیا میں اصلاح ہو۔

اپنے اندر بہت بڑی تبدیلی کرو تا تمہارے لئے دنیا میں تبدیلی ہو۔ تم اس یقین اور ایمان کو لے کر اٹھو، تم پر دشمن کبھی غالب نہیں آسکتا۔ اگر دشمن کی فوج کروڑوں کروڑ بھی ہو تو بھی وہ تم پر غالب نہیں آسکتا اور تمہارا ہی قدم آگے ہوگا اور اللہ تمہارے دشمن کو ہی مٹائے گا اور تمہیں عاف کرے گا کیونکہ فرماتا ہے  
**وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ** اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ دنیا میں دو طرح سے ہی کام بگڑا کرتے ہیں۔ اول اس طرح کہ انسان کو علم نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص کسی کے بیٹے کو اس کی غیر موجودگی میں قتل کر دیتا ہے اور باپ اپنے بیٹے کی مدد کیلئے کچھ نہیں کر سکتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اسے اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا۔ لیکن



اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جاننے والا ہوں اور ہر ایک بات کا علم رکھتا ہوں اس لئے ممکن نہیں کہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ تباہ ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس کا کوئی کام لغو نہیں ہو سکتا۔ ایک انسان اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے درخت کو اپنی آنکھوں کے سامنے کٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ جو ایک سلسلہ کو قائم کرے اور پھر اس کی حفاظت کا اسے خیال نہ ہو۔ پس اللہ علیم ہے اس لئے وہ شیطان کے کام کو تباہ کرے گا اور اپنے نبی کے کام کو مضبوط کرے گا۔ اللہ حکیم ہے۔ اس نے یہ سلسلہ اس لئے قائم کیا ہے کہ تا اس کے ذریعہ دنیا پر ہدایت پھیلائے اس لئے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اس پر ہی چلنے والوں کو گمراہ کر دے۔

تم لوگ دعائیں کرو اور بہت زور سے دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ ہمارا قدم صدق اور راستی پر مضبوط کرے تاکہ ہمارے ذریعہ خدا کا جلال ظاہر ہو اور ہم خدا کے انعامات کے مستحق ہو جائیں۔

(الفضل ۱۸۔ مارچ ۱۹۱۵ء)

۱۔ الحج: ۵۳ تا ۵۵